بوسنیاہرزیگوینا

محترم محمد انیس رشید

"عالم ناتمام" کے تحت اسلامی ممالک میں سے کسی ایک ملک کا تعارف پیش کیا جاتا ہے جس میں اس کے ماضی، حال اور مستقبل پر روشنی ڈالی جاتی ہے۔ اس بار "بوسنیاہرزیگوینا" کا تعارف ہدیۂ ناظرین ہے۔ (ادارہ)

ملت اسلامیہ جادہ حق کے ان شہیدوں کو خراج تحسین اور سلام پیش کرتی ہے جنہوں نے کفرزار یورپ میں انتہائی مظلومانہ شہادت پائی، اقوام متحدہ کی طرف سے محفوظ علاقہ قرار دیے جانے کے بعد 13 جولائی سنہ 1995ء کو سربرانیکا اور 19 جولائی سنہ 1995ء کو زیپا میں بوسنوی مسلمانوں پر سرب درندوں کے ہاتھوں جو قیامت ٹوٹی تھی وہ عالم اسلام کی تاریخ کا انتہائی المناک واقعہ ہے۔

بوسنیا جزیرہ نمائے بلقان میں اس خوبصورت مغربی کوہستانی علاقے کا نام ہے جسے عرب و ترک جغرافیہ و تاریخ کی کتابوں میں بوسنہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بوسنیاہرزیگوینا دو جغرافیائی خطوں شمالی علاقہ بوسینا اور جنوبی علاقہ ہرزیگوینا پر مشتمل ہے۔

جنوب مشرقی یورپ میں واقع اس ملک کے شمال اور مغرب میں جمہوریہ کروشیا، مشرق میں سربیا اور مونٹی نگرو اور جنوب میں بحریہ ایڈریاٹک واقع ہیں۔ یہ ملک خوبصورت پہاڑیوں، وادیوں اور ندی نالوں کی سرزمین ہے۔ اس کا رقبہ 51233 مربع کلومیٹر اور آبادی 36 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے، اس کا دارالحکومت سرایوو یا سراجیوو ہے۔ بوسنیا کی سرکاری زبان سربیاوی، بوسنیائی اور کروشیائی ہیں۔ یہاں 45 فی صد آبادی مسلمانوں کی ہے، جب کہ 30 فی صد آرتھوڈکس عیسائی اور پندرہ فی صد رومن کیتھولک پر مشتمل ہے، باقی دس فی صد مختلف مذاہب پر مشتمل ہے۔

یہاں کا موسم نہایت خوشگوار ہوتا ہے اور کثرت سے برف باری ہوتی ہے، اہم زرعی پیداوار میں مکئی، گندم، پھل اور سبزیوں کے علاوہ تمباکو اور چنے ہیں۔ جب کہ ٹیکسٹائل، فولاد، لکڑی کی چیزیں، انجینئرنگ کا سامان، کیمیائی اشیاء، تیل کی صفائی اور گھریلو ساز و سامان یہاں کی اہم صنعتیں ہیں۔ معدنیات میں بھورا کوئلہ، لوہا، لگنائٹ، جست، مینگانیز اور سیسہ وغیرہ شامل ہیں۔

بوسنیا ایک قدیم تاریخی خطہ ہے، ساتویں صدی عیسوی کے وسط تک "سلاد" قبیلے کے لوگ یہاں آباد تھے، سنہ 958ء تک ہنگری کی حکومت رہی، بارہویں صدی عیسوی میں یہاں آزاد بوسنیائی مملکت کا قیام عمل میں آیا۔ بوسنیا میں اسلام کی آمد ترکوں کی وجہ سے عمل میں آئی، سنہ 1463ء میں بوسنیا ترک سلطنت عثمانیہ کا صوبہ بنا۔ ترکوں کی آمد سے قبل اہل بوسنیا اپنے ہم مذہب عیسائی حکمرانوں کے مظالم سے عاجز آچکے تھے۔ یہاں کے لوگ کلیسا کی سختیوں سے نجات کے طالب رہتے تھے، چنانچہ انہوں نے ترک عثمانیوں کو اپنا نجات دہندہ سمجھا اور اسلام کے دامن رحمت میں انہیں پناہ مل گئی، بوسنیاہرزیگوینا عثمانی سلطنت کا مضبوط قلعہ بنا رہا، اس کے بے شمار باشندے اس عظیم الشان سلطنت کے بڑے بڑے مناصب پر فائز ہوئے۔ ترکوں کے دور میں بوسنیا میں اسلام کی خوب اشاعت ہوئی، اسلام کو تمام طبقوں یعنی کسانوں، جاگیرداروں اور عام شہریوں میں اپنے حامی اور پیروکار حاصل کرنے میں بڑی مدد ملی، اسی دور میں بوسنیا میں چرم سازی، زرگری، عسکری ساز و سامان اور عام اشیا کی تیاری میں بہت ترقی ہوئی، مدرسے، خانقاہیں اور مسجدیں کثرت سے تعمیر ہوئیں۔ علم حدیث اور فقہ کے بڑے بڑے مدرسے قائم ہوئے۔

اگرچہ بوسنیا میں ترک نسل کے مسلمانوں کی بھی بڑی تعداد دولت عثمانیہ کے دور میں آباد ہوگئی تھی لیکن ان میں سے اکثر دولت عثمانیہ کی اس علاقے سے دستبرداری کے بعد ترکی کی طرف ہجرت کر گئی۔

بوسنیا کے تعلیم یافتہ نوجوانوں کو دولت عثمانیہ میں ہمیشہ اعزاز و اکرام سے نوازا گیا۔ بوسنیا کے نومسلموں کو ترکی افواج میں قلعدار اور دوسرے اعلیٰ مناصب پر فائز کیا گیا۔ نہ صرف شہری علاقوں بلکہ دیہاتوں سے بھی بوسنیائی باشندے فوج میں بھرتی ہوتے تھے، بوسنیا میں ترکوں کی آمد اور مقامی آبادی

کے قبول اسلام کی بنا پر "اسلامیت" نے پورے ملک کی طرز زندگی اور ثقافت پر اپنا گہرا نقش ثبت کردیا، یہ ثقافتی اثرات اس قدر گہرے تھے کہ آج بھی بوسنیا میں اس کا مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

بوسنیا میں اسلامی ثقافت کے اثر و نفوذ کے سب سے زیادہ دیرپا نقوش فن تعمیر اور شہری منصوبہ بندی میں پائے جاتے ہیں، بوسنیا کے شہروں کی تعمیر میں مشرقی علاقے کے اصولوں کو اپنایا گیا۔ بوسنیا کے بہت سے پرانے شہر خاص اسلامی طرز تعمیر کی نشان دہی کرتے ہیں۔ ترکوں نے بوسنیا میں ان عبادت گاہوں، تعلیمی اداروں اور سرکاری عمارات کی بنیادیں استوار کیں جنہیں یورپ کے وسط میں خوبصورت یادگاری تعمیرات کی نمائندہ مثال قرار دیا جاتا ہے، وسطِ یورپ میں یہ سب دنیا کے فن تعمیر میں اسلامی طرز کی نفیس ترین یادگار ہیں۔ اسلامی فن تعمیر کی ان یادگار عمارتوں کی خوبصورت اور پائیداری ہی کا اثر عثمانی سلطنت کی ان علاقوں سے دستبرداری کے بعد بھی آسٹریا اور ہنگری کی حکومتوں نے ان کی نقالی کی۔

بوسنیاہرزیگوینا کی عام بول چال میں ترکی، عربی اور فارسی زبانوں کے الفاظ و محاورات کی خاصی بڑی تعداد کا سراغ ملتا ہے، لیکن عثمانیوں کے بعد سے ان کو متروک کیا جاتا رہا ہے۔ سرکاری اعداد و شمار کے مطابق ترکی حکومت کے اختتام تک بوسنیا میں نو سو (900) سے زائد ابتدائی مکتب، تینتالیس (43) اعلیٰ و ثانوی تعلیم کے مدرسے اور اٹھائیس (28) خصوصی دینی درس گاہیں موجود تھیں۔ ان کے علاوہ سرائیوو میں ایک مدرسہ حربیہ، اساتذہ کی تربیت کے لیے درس گاہ اور ایک تجارتی مدرسہ بھی موجود تھا۔ سرکاری مدارس میں دینی تعلیم لازمی ہوتی تھی، بوسنیا میں مسلمانوں کے ان اداروں اور تعلیم گاہوں کو آسٹریا اور ہنگری کی حکومتوں اور بعد میں یوگوسلاویہ دور میں آہستہ آہستہ ختم کردیا گیا اور ان کی جگہ غیر مذہبی اداروں نے لے لی۔

یورپ میں سلطنت عثمانیہ کی قوت و شوکت آہستہ آہستہ کمزور ہوتی چلی گئی اور آخر کار سنہ 1878ء کی برلن کانگریس میں یورپی طاقتوں نے سلطنت عثمانیہ کے تحت چلنے والے یورپی علاقوں کی کانٹ چھانٹ کرکے انہیں آپس میں بانٹ لیا یا انہیں خود مختار مملکتوں میں تبدیل کردیا گیا۔ اسی طرح یورپ میں مسلمانوں کی آبادیاں بے آسرا اور بے یارومددگار ہو کر رہ گئیں، اس معاہدے کے مطابق بوسنیا اور ہرزیگوینا کے صوبے غیر معین مدت کے لیے آسٹریا کی تحویل میں دے دیے گئے۔ اس کے بعد بوسنیاہرزیگوینا کے مسلمانوں پر گویا قیامت ٹوٹ پڑی اور ان کا بے دریغ قتل عام کیا گیا۔ عیسائی حکومت کے ہاتھوں ان کی جان محفوظ رہی نہ عزت اور مال۔ کیتھولک حکمرانوں نے انہیں بالجبر عیسائی بنانے کی کوشش کی، پورے بلقانی علاقے سے چالیس لاکھ سے زیادہ مسلمان ترکی اور دوسرے علاقوں میں ہجرت کرگئے۔ سنہ 1917ء میں بوسنیا کو مکمل طور پر آسٹریا ہنگری کی سلطنت میں ضم کردیا گیا اور مسلمانوں کی ہجرت کا دوسرا دور شروع ہوا، ایک روایت کے مطابق مجموعی طور سے ستر لاکھ تک مہاجرین کی تعداد جا پہنچی۔

سنہ ۱۸۷۸ء سے لے کر سنہ 1909ء تک اسلامی تہذیب و تمدن اور مسلمانوں کے اداروں کو تباہ و برباد کرنے کی ہر طرح کوشش کی گئی، اوقاف کے ادارے کو بطور خاص نشانہ بنایا گیا اور اسے حکومتی تحویل میں لے لیا گیا، اس زمانے میں کئی مسلمان راہنماؤں نے اپنے حقوق کے لیے جدوجہد کی، ان کی کوششوں سے مسلمانوں کے اوقاف کی تنظیم نو ہوئی، ان رہنماؤں میں مفتی علی فہمی اور علی بیگ فردوس کے نام قابل ذکر ہیں۔ علی بیگ فردوس نے تنظیم ملت اسلامیہ کے نام سے ایک مضبوط جماعت قائم کی۔ ان کے بعد مسلمانوں کے سربراہی ڈاکٹر محمد سپاہو کے ہاتھ میں آئی، جنہوں نے مذہبی اداروں کی حفاظت کے لیے زبردست جدوجہد کی۔

سنہ 1875ء کی برلن کانگرس کے بعد سے جب عثمانی حکمرانوں نے یورپ کی عیسائی قوتوں کے سامنے مجبوراً دستبرداری اختیار کرلی، بوسنیا ہرزیگوینا کے مسلمان مسلسل ظلم و ستم کی چکی میں پستے چلے گئے۔ اس کے مجبور و محصور باشندوں کو صرف مسلمان ہونے کی بنا پر ایسے مصائب و آلام کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا جن کی تاریخ عالم میں بہت کم مثالیں ملتی ہیں۔

سنہ 1949ء میں بوسنیا کے مسلمانوں کو ایک مرتبہ پھر ظلم و ستم کا شکار ہونا پڑا، ہزارہا نوجوانوں کو جام شہادت پینا پڑا اور کثیر تعداد میں مسلمان نظر بندی کیمپوں میں پھینک دیے گئے۔ سنہ 1982ء میں گرفتار شدگان کے خلاف مرکزی حکومت کی طرف سے "سراجیوو پراسیس" کے نام سے مقدمہ چلایا گیا اور بوسنیا میں اسلامی حکومت کے قیام کی کوشش کرنے کے جرم میں تیرہ مسلمان علما اور دانشوروں کو سزا سنائی گئی۔ بوسنیا کے موجودہ صدر عالی جاہ

عزت بیگووچ ان میں سر فہرست تھے، جنہیں پندرہ سال قید بامشقت کا سزاوار سمجھا گیا۔ ان پر سب سے بڑا الزام یہ تھا کہ وہ اسلامی عقیدہ وفکر کی اشاعت کرتے ہیں اور مسلمانوں کو مذہب کی بنا پر منظم کر رہے ہیں۔

سنہ 1974ء کے دستور میں مسلمانوں کو سلطنت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد پہلی مرتبہ ایک الگ "مسلم قومیت" کی حیثیت سے تسلیم کیا گیا ورنہ اب تک انہیں الگ قوم سمجھا ہی نہیں جاتا تھا، انہیں مجبور کیا جاتا تھا کہ وہ سرب یا کروٹ کہلوائیں، مسلمانوں نے نئے حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے دینی، تہذیبی اور ثقافتی تشخص کو نمایاں کرنے کے لیے مختلف ادارے قائم کرنے شروع کر دیے۔ پرانی مساجد کی مرمت کی گئی اور کئی نئی مسجدیں تعمیر ہوئیں سرائیوو میں ایک اعلیٰ معیار کا اسلامی کالج بھی قائم کیا گیا، لیکن ان کی یہ بیداری کمیونسٹوں کو ایک آنکھ نہ بھائی، کیوں کہ ان کا اصل مقصد تو یہ تھا کہ مسلمان کسی طرح عیسائیوں میں خلط ملط ہو جائیں اور ان کا علیحدہ وجود کالعدم ہو کر رہ جائے۔ چنانچہ جلد ہی مسلمانوں پر ابتلاء کا دور پھر عود کر آیا، کئی مسلمان علما کو شہید کیا گیا۔ مشرقی بوسنیا کی جامع مسجد میں بارہ (12) ہزار سے زائد اور "طورزمہ" شہر میں تین ہزار مسلمانوں کو موت کی نیند سلا دیا گیا۔ بیسیوں علما جیلوں میں ڈال دیے گئے۔ مسلمانوں کو بیرون ملک کسی فرد سے رابطے کی اجازت نہیں تھی، حج پر جانے کی بھی پابندی لگادی گئی، جو شخص فریضہ حج کی ادائے گی کا خواہش مند ہوتا اسے ایک بڑی رقم بطور ضمانت حکومت کے پاس جمع کرانا پڑتی تاکہ وہ ضرور واپس آئے اور کسی مسلمان ملک میں اقامت اختیار نہ کر سکے۔

سنہ 1990ء میں تین بڑی جماعتوں "مسلم پارٹی آف ڈیموکریٹک ایکشن"، "سربین ڈیموکریٹک پارٹی" اور "کروشین ڈیموکریٹک یونین" کا اتحاد عمل میں آیا۔ اس اتحاد سے قائم ہونے والی مخلوط حکومت کے سربراہ مسلمان لیڈر عالی جاہ عزت بیگووچ بنے۔ دسمبر سنہ 1991ء میں مسلم اور کروٹ جماعتوں نے یوگوسلاویہ سے اپنی آزادی وخود مختاری کا اعلان کر دیا، جب کہ سربوں کی خواہش یوگوسلاویہ کی جگہ عظیم سربیا کی تھی، چنانچہ بوسنیاہرزیگوینا کی آزادی کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا گیا اور عالی جاہ عزت بیگووچ سے مطالبہ کیا گیا کہ یہاں ریفرنڈم کرایا جائے، انہوں نے اس ناقابل فہم مطالبے کو بھی قبول کر لیا اور پھر ریفرنڈم کرایا جس کے نتیجے میں بوسنیا نے 73 سالہ اتحاد کے بعد یوگوسلاویہ سے علیحدگی کا اعلان کر دیا، اقوام متحدہ اور دنیا کے بہت سے ممالک نے بوسنیا کو آزاد اور خود مختار ملک کی حیثیت سے تسلیم کر لیا، لیکن سربوں نے اس ریفرنڈم کو مسترد کر دیا اور اعلان آزادی کو بغاوت قرار دیا، جس کے بعد وہاں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ 7 اپریل سنہ 1992ء کو امریکا اور دوسری یورپی طاقتوں نے بوسنیا کو آزاد جمہوریہ تسلیم کر لیا چنانچہ بوسنیا ہرزیگوینا کا باقاعدہ قیام 16 اپریل سنہ 1992ء کو عمل میں آیا، عالی جاہ عزت بیگووچ اس کے پہلے صدر بنے، بوسنیا کے مسلمانوں کو آزادی کی بہت مہنگی قیمت ادا کرنی پڑی۔ چنانچہ یوگوسلاوی فوج کے اسلحے سے لیس سربوں نے بوسنیائی مسلمانوں کا قتل عام شروع کر دیا اور یہ کھلی اور واضح نسل کشی تھی، جس کی داستان بہت طویل اور انتہائی بھیانک ہے، اقوام متحدہ اور بڑی طاقتوں نے اس موقع پر انتہائی دوغلی پالیسی کا مظاہرہ کیا۔ جن علاقوں کو اقوام متحدہ نے محفوظ قرار دیا تھا اور وہاں اقوام متحدہ کی فوج بھی تعینات تھی ان علاقوں کو بھی سربوں نے فتح کر کے روند ڈالا، اس موقع پر بوسنیا کی حکومت چیخ اٹھی کہ اقوام متحدہ کی فوج کی موجودگی سے اس کی عدم موجودگی کہیں بہتر تھی، ایک مرتبہ عالی جاہ عزت بیگووچ سے پوچھا گیا: "دنیا آپ کے ساتھ یہ سلوک کیوں کر رہی ہے؟" ان کا جواب تھا: "اس لیے کہ ہم مسلمان ہیں۔"

بوسنیا کے مسلمانوں کے خلاف فوجی کارروائی مئی سنہ 1995ء تک جاری رہی، اس کے بعد فریقین میں مذاکرات ہوئے، بالآخر "مسلم کروٹ فیڈریشن" وجود میں آئی اور بوسنیا کی حدود میں سربوں کو بطور اقلیت تسلیم کر لیا گیا۔ 8 ستمبر سنہ 1995ء کو سربیا نے بوسنیا ہرزیگوینا کو تسلیم کر لیا۔ 26 ستمبر سنہ 1995ء کو بوسنیا، کروشیا اور سربیا نے امن معاہدے پر دستخط کیے۔ 21 نومبر سنہ 1995ء کو امریکا میں امن معاہدے پر دستخط ہوئے، اس کے تحت بوسنیاہرزیگوینا کو واحد ریاست کے طور پر تسلیم کر لیا۔

عالی جاہ عزت بیگووچ کو کئی مرتبہ قید وبند کی صعوبتوں میں مبتلا ہونا پڑا اور مجموعی طور پر وہ پندرہ سال تک جیل میں محبوس رہے، ان کی مجاہدانہ سوچ اور تدبر نے یورپ کے وسط میں ایک مسلم ریاست کا بیج بویا۔

☆☆☆